تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انٹرنیٹ گزٹ

جلد نمبر: 6

دسمبر 2016ء

شمارہ: 12

المنار

زیر نگرانی: شعبہ اشاعت۔تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن۔یو۔کے

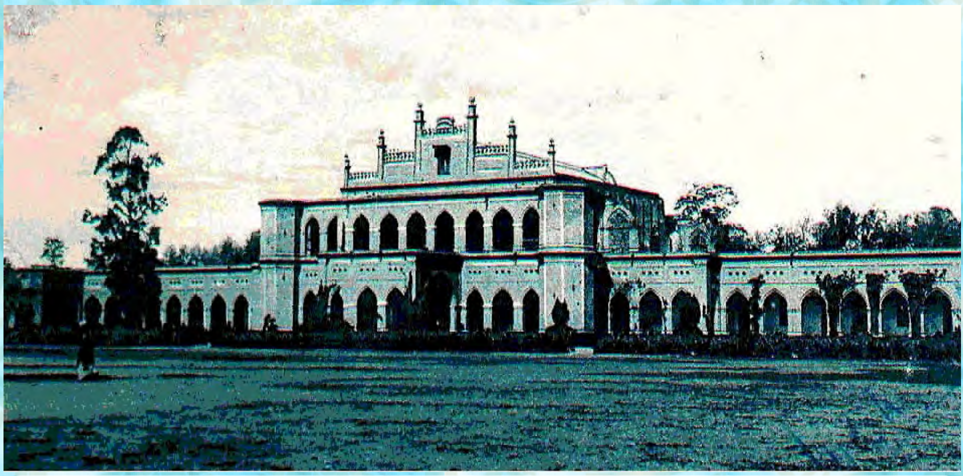

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - U.K

181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.

Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987

ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

قال اللہ تعالیٰ

وہ جسے چاہے حکمت عطا کرتا ہے اور جو بھی حکمت دیا جائے تو یقیناً وہ خیر کثیر دیا گیا اور عقل والوں کے سوا کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

(البقرہ:270)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے، اسے چاہیے کہ جہاں بھی اسے پائے، لے لے کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے۔

(از ترمذی بحوالہ چالیس جواہر پارے صفحہ 115)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سو یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم ہیں یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحرِ محیط کے رنگ میں ہیں جو کلام الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقائق حقہ ان کے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتیں ان پر منکشف ہوتی رہتی ہیں۔

(براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 533)

ارشاد سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

احمدی نے علم و معرفت کے میدان میں سب سے آگے بڑھنا ہے۔ ذرا سی محنت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ ہے کہ آپ کے فرقہ کے لوگ علم و معرفت میں ترقی کریں گے۔ تو اس کا بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے ہمارے ہر ایک طالب علم کو اور جب کوشش کرینگے تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ ان شاء اللہ۔

(مشعل راہ جلد پنجم صفحہ ۱۲۵)

ہمارا خدا زندہ خدا بڑی قدرتوں والا خدا ہے

(حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ)

بعض بڑی عمر کے بوڑھے مجھے کہا کرتے تھے کہ تم تو بچے ہو اگر مرزا (غلام احمد) صاحب کے دعویٰ میں کوئی صداقت ہوتی تو تمہارے تایا حضرت میاں علم الدین صاحب جو اس زمانہ کے غوث اور قطب ہیں ، ہر روز چالیس سیپارے قرآنِ مجید کے پڑھتے ہیں، صاحبِ مکاشفات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری بھی ہیں وہ نہ مرزا صاحب کے دعویٰ کو تسلیم کر لیتے؟ اس قسم کے عذراتِ لنگ پر میں انہیں بہتیرا سمجھاتا مگر وہ یہی رٹ لگاتے رہے۔ آخر میں نے انہیں کہا کہ بتاؤ اگر (میرے تایا) حضرت میاں علم الدین صاحب میرے سیّد و مولیٰ حضرت مسیحِ قادیانی علیہ السلام کو نبی اور امام مہدی تسلیم کر لیں تو کیا تم لوگ حضور اقدس علیہ السلام کی بیعت سے انحراف تو نہیں کرو گے؟ تو ان لوگوں میں سے بعض نے جواب دیا کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ حضرت میاں علم الدین صاحب مرزا صاحب پر ایمان لے آئیں اور ہمارا سارا علاقہ ان کے پیچھے ایمان نہ لائے۔

احمدیت کے متعلق ان کی یہ آمادگی دیکھ کر میں نے حضرت تایا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ آپ حضرت (مرزا غلام احمد) مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق دعا کریں اور استخارہ بھی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے میری درخواست پر استخارہ شروع کر دیا اور ادھر میں نے بھی آپ کے لئے دعا شروع کر دی۔ مجھے دعا کرتے ہوئے ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے گاؤں سے شمال کی جانب بہت سے لوگوں کا ہجوم ہے۔ جب میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چارپائی پر (میرے تایا) حضرت میاں علم الدین صاحب کی لاش پڑی ہوئی ہے اور لوگ اسکے گرد اگرد حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہیں۔ جب ان لوگوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ ہمیشہ مرزا صاحب کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں اگر واقعی وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو آپ کوئی نشان دکھائیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیسا نشان دیکھنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ میّت جو ہمارے سامنے پڑی ہے اسے آپ زندہ کر دیں۔ چنانچہ (دورانِ خواب) میں نے اسی وقت لاش کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت جلال سے کہا: ”قُمْ بِاِذنِ اللّٰہ“

میرا یہ کہنا تھا کہ حضرت میاں صاحب زندہ ہو کر بیٹھ گئے اور مجھے دیکھتے ہی السلام علیکم کہا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو مجھے یقین ہو گیا کہ (میرے تایا) حضرت میاں علم الدین صاحب کو خدا تعالیٰ ضرور حضرت سیدنا مسیحِ موعودؑ پر ایمان لانے کی سعادت نصیب کرے گا اور ایک نئی زندگی مرحمت فرمائے گا۔

اتفاق کی بات ہے کہ میں ایک دن مسجد میں بیٹھا ہوا لوگوں کو تبلیغ کر رہا تھا اور وہ اپنے سابقہ دستور کے مطابق میرے تایا حضرت میاں صاحب ممدوح کی آڑ لے رہے تھے کہ اچانک آپ میری تلاش میں اُدھر آ نکلے اور دریافت فرمایا کہ میاں غلام رسول یہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں حاضر ہوں ارشاد فرمایئے۔ فرمانے لگے مجھے خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے اس بات کا نہایت صفائی کے ساتھ علم دیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے سچے مامور اور امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ آپ سب لوگ گواہ رہیں کہ میں ان پر ایمان لے آیا ہوں۔ پھر آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میری بیعت کا خط حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں لکھ دیں۔

جب میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ اب تمہاری کیا مرضی ہے؟ تو ان میں سے بعض بدبختوں نے کہا کہ شیطان نے بلعم باعور جیسے ولی کا ایمان چھین لیا تھا حضرت میاں علم الدین صاحب کس شمار میں ہیں۔

(حیاتِ قدسی، تالیف حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ؓ صفحہ 35)

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام

مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے ساتھ ایک ادبی نشست

(رپورٹ۔شعبہ اشاعت تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے)

جلسہ سالانہ یوکے 2016 کے بعد تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے ساتھ ایک ادبی نشست کا اہتمام کیا جس میں ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کے علاوہ ایسوسی ایشن کے بعض بزرگ ارکان کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔اس یادگار ادبی نشست کے دیگر شرکاء میں مکرم و محترم مولانا بشیر احمد خان رفیق صاحب

مرحوم، محترم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب، مکرم ومحترم ملک لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا، مکرم ومحترم انیس احمد ندیم صاحب امیر و مشنری جاپان، مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب، مکرم و محترم امین الرحمٰن صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ اور مکرم امام عطاء المجیب راشد صاحب بھی شامل تھے۔تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد مکرم ومحترم مبارک صدیقی صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس

ایسوسی ایشن یوکے نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ آج کی یہ خصوصی تقریب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پرشفقت اجازت کے ساتھ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کے اعزاز میں منعقد کی گئی ہے۔

سب سے پہلے مہمان خصوصی مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے ایسوسی ایشن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ہماری

ایسوسی ایشن دوران سال تعلیم الاسلام کالج کے سینئر طلباء واساتذہ کرام کے ساتھ ایسی ادبی مجالس کا اہتمام کرتی ہیں جن میں نہ صرف کالج کے زمانے کی باتیں ہوتی ہیں بلکہ اس درسگاہ میں پڑھنے والے طلباء کی تعلیم سے فراغت کے بعد علمی یا جماعتی خدمات کا بھی تذکرہ ہوتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے اپنے

وقف سے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ۱۹۴۹ میں جب

میٹرک کیا تو ساتھ ہی اپنے وقف کی درخواست وکالت دیوان کو بھجوا دی ۔جس کے لئے آپکو ربوہ پہنچنے کی ہدایت کی گئی جس کی انہوں نے فوری تعمیل کی ۔وہاں جاکر معلوم ہوا کہ وقف کے خواہشمند تمام طلباء کے لئے خودحضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک پرچہ مرتب کیا ہے جس میں ۱۷ یا ۱۸ سوال تھے چوہدری صاحب نے بتایا کہ وہ پرچہ ہم سب نے حل کردیا۔اس پرچے میں بڑے دلچسپ سوال تھے،کچھ مذہبی تھے ،کچھ سائنسی تھے،کچھ عمومی تھے۔سائنسی اور عمومی سوالات کے ساتھ ساتھ بعض سوالات اس طرح تھے کہ ربوہ کا نام ربوہ کیوں رکھا گیا ہے؟ایک سوال یہ تھا

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب کشمیر کی طرف ہجرت کی تو کیا ان کی والدہ ان کے ساتھ تھیں۔ایک سوال یہ تھا کہ کپاس کب کاشت کی جاتی ہے؟ ایک سوال یہ تھا کہ شیشے کی ڈنڈی کو پانی میں رکھی جائے تو کیسی نظر آئے گی ۔جب ہم نے پرچہ حل کر لیا تو اس کے بعد حضورؓ سے ملاقات تھی ۔اُس وقت پکا ربوہ نہیں بنا تھا،دفاتر بھی کچے ہی تھے۔اس وقت صدرانجمن احمدیہ کے ناظران کا اجلاس ہورہا تھا۔کچھ دیر کے بعد محترم پرائیویٹ سیکٹری صاحب ہمیں اندر لے گئے۔کچا کمرہ،کچا فرش،ہمیں بھی اُن کے ساتھ بٹھایا گیا۔اس کے بعد ایک ایک پرچہ حضورؓ نے پڑھا۔پرچے میں لکھے گئے

عجیب وغریب جوابات سننے سے محفل میں بہت رونق ہوگئی۔ بہت بابرکت محفل تھی۔ مکرم ومحترم چوہدری حمیداللہ صاحب نے یہاں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکات خلافت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اُس روز جن واقفین کو حضورؒ نے اکٹھے دری پر بٹھایا اُن میں سے تقریباً سبھی بعد میں ناظر یا وکیل بن گئے۔ محترم مولانا بشیر احمد خان رفیق صاحب جامعہ پاس کرنے کے بعد لندن آ گئے۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں زمانہ طالبعلمی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا داخلے کے لئے دیگر لوازمات کے ساتھ ساتھ طلباء کا میڈیکل چیک اپ بھی ہوا کرتا تھا۔ بہت پیارا دور تھا۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی روحانی تربیت کا بھی بطور خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہاں پڑھنے کے علاوہ بعد میں پڑھانے کی بھی سعادت ملی وہاں اساتذہ کرام سبھی انتہائی شفیق تھے۔ لیکن اس شفقت کے ساتھ ساتھ جہاں اصلاح کی بات ہوتی تھی تو وہاں طلباء کی تربیت کے لئے اساتذہ ایک شفیق باپ کی طرح نصائح بھی فرماتے تھے۔ محترم صوفی بشارت الرحمن صاحب سے کچھ طلباء ڈرتے بھی تھے۔ مگر صوفی صاحب سخت نہیں تھے۔ جو فجر کی نماز میں غیر حاضر ہوتا تھا۔ اس کی درس کی کلاس رات بارہ بجے ہوتی تھی۔ صوفی صاحب نے اسے سپیشل کلاس کا نام دے رکھا تھا۔

ایک سوال کے جواب میں محترم چوہدری صاحب نے بتایا کہ مجھے کچھ مہینے مکرم ومحترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے بھی میتھ پڑھنے کا موقع ملا۔ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو زیرو پیریڈ لینے کی بھی عادت تھی جس سے طلباء کو بہت ہی فائدہ پہنچتا تھا۔ بعد میں وہ آکسفورڈ آ گئے تھے۔ محترم چوہدری صاحب نے برکات خلافت کے حوالے سے بھی بہت سے واقعات کا ذکر کیا کہ کس طرح قدم قدم پر خلیفہ وقت کی براہ راست راہنمائی سے اللہ تعالیٰ برکتیں عطا کرتا ہے اور کس طرح ہمیں ہر ہر معاملے میں خلیفہ کی دعائیں اور راہنمائی لینی چاہئے۔ محترم چوہدری صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بھی اپنی ملاقاتوں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقتوں کا ذکر کیا۔

اسکے بعد محترم چوہدری حمیداللہ صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہاں محترم امام بشیر رفیق صاحب بھی موجود ہیں اگر وہ ہمیں کچھ باتیں اور واقعات بتانا چاہیں۔ محترم بشیر رفیق خان صاحب نے مسجد فضل لندن کے ابتدائی ایام کے بارہ میں، اپنے اور مکرم چوہدری سر ظفراللہ خان صاحب کے ساتھ گزرے ہوئے بعض ایمان افروز واقعات سنائے۔

مکرم ومحترم لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے بھی حاضرین سے اپنے کالج کے زمانے کی یادوں کو بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح وہ پہلے غیر احمدی ہونے کی وجہ سے کالج میں الگ سے نماز پڑھا کرتے تھے اور پھر جماعت کی برکات دیکھ کر انہیں احمدیت قبول کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد مکرم سر افتخار ایاز صاحب اور محترم امام عطاء المجیب راشد صاحب نے بھی کالج کے ایام اور وہاں کے تعلیمی اور روحانی ماحول اور اساتذہ کرام کی شفقتوں کا ذکر کیا۔

تقریب کے اختتام پر مکرم مبارک صدیقی صاحب صدر ایسوسی ایشن نے تمام مہمانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم سب کو اس عظیم الشان درسگاہ میں پڑھنے کی توفیق ملی جس کی زمین پر خلفائے کرام کے بابرکت پاؤں پڑے اور اب بھی ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اس درسگاہ کا سابقہ طالبعلم ہونے کی وجہ سے بھی اس ایسوسی ایشن کا حصہ بننے کی توفیق ملی ہے جس کی براہ راست نگرانی اور راہنمائی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

محترم صدر صاحب نے بتایا کہ ہماری ایسوسی ایشن کا مقصد ایک تو ممبران کا مل بیٹھنا ہے دوسرے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق مستحق طلباء کی مالی مدد کرنا بھی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال ساؤ ٹومے میں پرائمری سکول بنانے کی توفیق ملی ہے جبکہ سن دو ہزار سترہ میں بورکینا فاسو میں ایک پرائمری سکول تعمیر کیا جائے گا۔ تقریب کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم ممبران... تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو۔ کے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سالانہ عشائیہ تقریب

مورخہ 4 مارچ بروز ہفتہ

اُمید ہے کہ آپ سب خیر و عافیت سے ہوں گے۔ ہماری ایسوسی ایشن کا سالانہ عشائیہ انشا اللہ العزیز مورخہ چار مارچ 2017 بروز ہفتہ شام پانچ بجے طاہر ہال بیت الفتوح میں منعقد ہوگا۔ ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تمام ممبران سے اس میں شرکت کی درخواست ہے۔ ہمارے محبوب امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز سے اس تقریب میں شرکت کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ خدا تعالی ہمیں امام وقت ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ انشاء اللہ العزیز اس موقع پر گروپ تصاویر بھی ہوں گی اور حاضرین کی خدمت میں ڈنر پیش کیا جائے گے۔

خدا تعالی کے فضل کے ساتھ گزشتہ سال ہماری تنظیم کو افریقن ملک ساؤ ٹومے میں ایک پرائمری سکول بنانے کی توفیق ملی تھی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی پرشفقت اجازت سے اس سال ہم افریقہ کے ملک برکینا فاسو میں ایک پرائمری سکول تعمیر کر رہے ہیں۔ آپ سب کے تعاون کے لئے ہم آپ کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ خدا تعالی ہم سب کو نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور امام وقت ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کے ارشادات کے مطابق عمل کی توفیق دے آمین۔

والسلام

مبارک صدیقی

صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے

زیارت ارض مقدس

(چوہدری ناز احمد ناصر۔لندن)۔قسط:اوّل

بچپن میں ''بیت المقدس،، کے بارہ میں کتابوں میں پڑھا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ شروع شروع میں نمازیں ''بیت المقدس،، کی طرف منہ کر کے ادا فرماتے تھے، ''ارض مقدس،، کو دیکھنے کا شوق تھا تاکہ اپنی آنکھوں سے مقامات مقدسہ دیکھوں، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاء مبعوث ہوئے، جہاں موجود سنہری گنبد ہر مسلمان کے لئے کشش رکھتی ہے۔ان میں بہت ساری جگہیں یروشلم کے پرانے حصہ میں ہی ہیں جب کہ بعض تاریخی اور مذہبی مقامات ارض مقدس کے دوسرے علاقوں میں بھی موجود ہیں۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بھتیجے، حضرت لوط علیہ السلام نے اس بابرکت سرزمین فلسطین بیت المقدس کی طرف ہجرت کی تھی، تقریباً 600 سال بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو قوم فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر اس بابرکت سرزمین میں جگہ دی۔

یوں تو فلسطین کی ساری زمین ہی ''ارض مقدس،، ہے، لیکن ''یروشلم'' کے مرکزی حصہ کو ہی قبلہ اول ر(اُولیٰ) کہا جاتا ہے، جہاں مختلف انبیاء، حضرت ابراہیم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ان میں سے بعض کی قبریں مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام یروشلم کے قریب شہر ہیبرون (Hebron) ''الخلیل،، میں محفوظ ہیں۔

بعض کے نزدیک Mediterranian سمندر اور دریائے اردن کے درمیان کا علاقہ تینوں بڑے مذاہب، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے نزدیک متبرک علاقہ (ارض مقدس) کہلاتا ہے، جس کو فلسطین بھی کہتے ہیں۔

''یروشلم ،، کے معنی امن کے ہیں۔لیکن یہ تینوں بڑے مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور مسلمان) اس جگہ پر قبضہ کرنے کے لئے جنگ وجدال کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ اس ''ارض مقدس،، کو اپنے کنٹرول میں لے آئیں، لیکن خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ ''ارض مقدس کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے،، پہلے بھی مسلمانوں کے حق میں پورا ہو چکا ہے اور اسلام کے دوسرے خلیفہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہی مسلمان اس پر قابض ہو گئے تھے اور بڑے لمبے عرصے تک ''ارض مقدس،، مسلمانوں کے پاس ہی رہا۔مسلمانوں کے قبضہ کے دوران یہاں مکمل امن و امان قائم رہا۔یہودیوں کو جب شام اور سپین کے علاقہ میں تکلیفیں دی جاتیں تو مسلمانوں کے پاس ''ارض مقدس،، میں ہی پناہ لیا کرتے تھے۔اب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت، جو ہمیشہ امن کا ہی پرچار کرتی ہے ، کے ذریعہ ہی ''ارض مقدس،، مسلمانوں کو ملے گی۔انشاء اللہ۔

یروشلم کی تاریخ بہت پرانی ہے، یہ شہر کئی دفعہ بیرونی حملوں اور زلزلوں کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہوا اور دوبارہ تعمیر ہوا۔بابل کے بادشاہ بخت نصر (586ق۔م) کے حملے میں اسرائیلیوں کے بارہ قبائل (حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد) میں سے دس قبائل کو یہاں سے نکال دیا گیا، جو بعد میں شام، عراق، افغانستان اور کشمیر کے علاقوں میں آباد ہوئے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی واقع صلیب کے بعد ان گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں ان علاقوں میں تشریف لے گئے اور ہر علاقہ میں لوگوں نے آپ کو قبول کیا اور آپ پر ایمان لائے۔بالآخر آپ کشمیر پہنچے جہاں 120 سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور سری نگر، کشمیر میں ان کی آخری آرام گاہ ہے۔

(جاری ہے..)

مجلس ادارت
رانا عبدالرزاق خان۔عطاء القادر طاہر۔سید حسن خان۔آصف علی پرویز
پروف ریڈنگ
چوہدری بشیر احمد اختر۔پروفیسر عبدالقدیر کوکب
کمپوزنگ وڈیزائننگ
خورشید احمد خادم
مینیجر
سید نصیر احمد

اہلِ درد

حضرت حافظ سید مختار احمد مختاؔر شاہجہانپوری صاحبؓ

قطع کرتے ہیں تو کر دیں وہ زبانِ اہلِ درد
اشکِ خوں بن بن کے ٹپکے گا بیانِ اہلِ درد

بات وہ کرتا ہے جس سے دل جگر ہوں پاش پاش
چارہ گر بھی بن گیا ایذا رسانِ اہلِ درد

آپ بھی بے مثل ہیں اور آپ کا انصاف بھی
آپ کھلواتے ہیں صاحب کیوں زبانِ اہلِ درد

سارے عالم سے جدا ہے آپ کا حسنِ سلوک
کیوں نہ ہوں ممنونِ منت حامیانِ اہلِ درد

مدتوں سے سلسلہ جاری ہے ظلم وجور کا
مدتوں سے ہورہا ہے امتحانِ اہلِ درد

اس سے بے مہری و بیدردی تو فرضِ خاص ہے
جس کی صورت پر بھی ہوجائے گمانِ اہلِ درد

ہوتی رہتی ہیں صلاحیں آتے جاتے ہیں عدو
ہے بڑی لے دے پئے ایذائے جانِ اہلِ درد

مشورے بے سود ساری کوششیں ہیں رائیگاں
اب مٹا سکتا نہیں کوئی نشانِ اہلِ درد

خط میں پہنچی ہے یہ فرمائش مظہؔر مجھے
اور اے مختاؔر چندے داستانِ اہلِ درد

(مطبوعہ الفضل قادیان 6 دسمبر 1935ء)

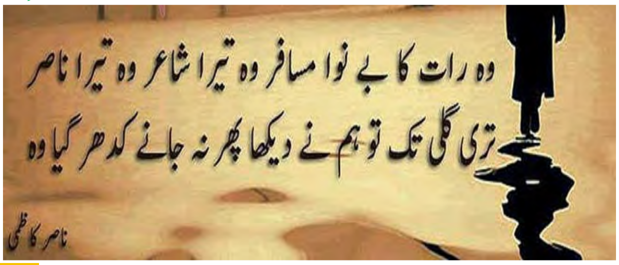

اشکِ محبت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ

ہزار علم و عمل سے ہے بالیقیں بہتر
وہ ایک اشکِ مُحبت جو آنکھ سے ٹپکا

خراجِ حُسن میں ہر جِنس سے گراں مایہ
نُذُورِ عشق میں کیا خوب گوہرِ یکتا

خلاصۂ ہمہ عالَم ہے قلبِ مومِن کا
خلاصۂ دِلِ مومِن یہ اشک کا قطرہ

نہ اِنفِعال، نہ حسرت، نہ خوف وغم باعِث
وہ ایک اور ہی مَنبع ہے جس سے یہ نکلا

نہ اس کے راز کو دو کے سوا کوئی جانے
نہ یہ کسی کو خبر کب بنا کہاں ڈھلکا

جو جھلکے آنکھ میں تو مست و بے خبر کر دے
گرے تو لیویں ملائک اُسے لپک کے اٹھا

غزل - عطاء المجیب راشد

خُلوص دل سے جو خالی ہو دوستی کیا ہے
دلوں کو نور نہ بخشے وہ روشنی کیا ہے

ہجوم یاس میں اِک وہی سہارا ہے
اگر وہ تھام لے مجھ کو تو پھر کمی کیا ہے

سجی ہوئی ہے یہ کائنات جس کے طفیل
دلوں میں وہ نہیں بستا تو زندگی کیا ہے

نصیب جس کو ہو غلامی ہو شاہِ بطحاؐ کی
نظر میں اُس کی بھلا تاج وسروری کیا ہے

خوشا نصیب جنہیں مل گیا وصالِ حبیب
وہی سکھاتے ہیں دنیا کو عاشقی کیا ہے

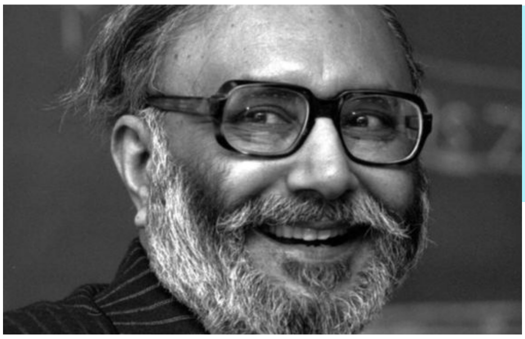

نوبیل انعام یافتہ کو 30 برس تک نظرانداز کیوں کیا گیا؟

(بشکریہ: بی بی سی اردو ڈاٹ کام)

ڈاکٹر عبدالسلام کو 1980 میں نظریاتی طبیعیات میں خدمات پر نوبیل انعام ملنے کے فوری بعد اسلام آباد کی قائداعظم یونیورسٹی میں ایک تقریب کے لیے مدعو کیا گیا۔

اس وقت بعض لوگوں کو توقع تھی کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو مدعو کرنے کے فیصلے پر سخت ردعمل سامنے آ سکتا ہے لیکن ایسا ہوا اور اس کا جواز فرقہ واریت پر مبنی تھا کیونکہ 1974 کے قانون کے تحت احمدی برادری کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا اور ڈاکٹر سلام کا تعلق بھی اسی برادری سے تھا۔

پاکستان کے معروف ماہرِ فزکس اور سکیورٹی تجزیہ کار پرویز ہود بھائی کے مطابق قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس میں اس تقریب کا انعقاد ڈاکٹر عبدالسلام کے اعزاز میں کیا گیا تھا۔ شعبہ فزکس کی بنیاد ڈاکٹر سلام کے ہی ایک سابق طالب علم ڈاکٹر ریاض الدین نے ڈالی تھی۔

ڈاکٹر عبدالسلام تقریب میں شرکت کے لیے اسلام آباد پہنچ گئے لیکن وہ جماعت اسلامی کے طلبہ کے طاقتور سیاسی اور مذہبی دھڑے کے طالب علموں کے احتجاج کے باعث یونیورسٹی کی حدود میں داخل نہیں ہو سکے۔

پرویز ہود بھائی کے مطابق انھیں اچھی طرح سے یاد ہے کہ اس وقت صورت حال بہت سنگین ہو گئی اور احتجاج کرنے والے طالب علموں نے دھمکی دی کہ اگر ڈاکٹر سلام یونیورسٹی میں داخل ہوئے تو ان کی ٹانگ توڑ دی جائے گی اور اس کی وجہ سے ہمیں اس تقریب کو منسوخ کرنا پڑا۔

اس واقعے کے تقریباً 37 برسوں بعد گذشتہ پیر کو وزیر اعظم نواز شریف نے یونیورسٹی کے اسی شعبۂ طبیعیات کو ڈاکٹر سلام سے منسوب کرنے کے منصوبے کی منظوری دے کر بہت سوں کو حیران کر دیا۔

وزیر اعظم نے پاکستانی طلبہ کے لیے سالانہ پانچ وظیفوں کا اعلان بھی کیا ہے جو طبیعیات کے شعبے میں پی ایچ ڈی کے لیے بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں تعلیم کے لیے جا سکیں گے۔ اِس پروگرام کو بھی پروفیسر عبدالسلام فیلوشپس کا نام دیا جائے گا۔

اس فیصلے کا بہت سے لوگوں نے خیر مقدم کیا ہے۔ پاکستان کے معروف انگریزی اخبار ڈان نے بدھ کو اپنے اداریے میں امید ظاہر کی کہ ایک تاریخی غلطی بالآخر ٹھیک ہونے جا رہی ہے۔

اخبار کے مطابق اس ملک کو عالمی شہرت یافتہ سائنسدان کو عزت بخشنے میں 40 برس کے قریب لگے اور ان ترجیحات کی افسوس ناک عکاسی کرتا ہے جو یہاں اثر رکھتی ہیں...ڈاکٹر سلام احمدی تھے، ایک اقلیت، جسے پاکستان میں ایذائیں دی جاتی ہیں..انھیں اپنی کامیابیوں کی بجائے ان کی عقیدے کی بنیاد پر دیکھا گیا۔

ڈاکٹر عبدالسلام 1926 میں وسطی پنجاب کے شہر (سنتوکھ داس) ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ریاضی کی تعلیم حاصل کی اور بعد میں وظیفہ پا کر کیمبرج یونیورسٹی چلے گئے جہاں سے انہوں نے 1951 میں ڈاکٹریٹ مکمل کی۔

سنہ 1960 سے 1974 کے دوران انھوں نے سائنسی امور میں صدرِ پاکستان کے مشیر کے طور پر کام کیا۔ ملک میں جوہری اور خلائی پروگرام کی بنیاد رکھنے کا کریڈٹ اُنھی کو دیا جاتا ہے۔

سنہ 1974 میں انھوں نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے پر احتجاجاً اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا لیکن اس عرصے میں انھوں نے پاکستانی سائنس دانوں کے حلقے سے تعلق نہیں توڑا۔

اس عرصے کے دوران فوجی اسٹیبلشمنٹ میں موجود مضبوط حلقوں کی پشت پناہی کی وجہ سے مذہبی انتہاپسندی پروان چڑھی اور سماجی سطح پر احمدیوں کے خلاف پیدا ہونے والی عداوت اب تک ختم نہیں ہو سکی۔

لیکن پاکستان تدریسی کتب میں ان کا تذکرہ نہیں ملتا۔

اب تک عوامی سطح پر انھیں ہیرو کا درجہ دینے کا مطلب عقیدے کے محافظوں کو ردِعمل پر ابھارنا ہوتا تھا۔

تو پھر پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے ان کی وفات کے 20 سال بعد انھیں یہ تکریم دینے کا جوا کیوں کھیلا؟

ایک عظیم سائنس دان - پروفیسر عبدالسلام

غربت کا خاتمہ ٹیکنالوجی کے ذریعے

(پروفیسر آصف علی پرویز - لندن)۔قسط:25

دوست: پچھلی گفتگو میں آپ نے بتایا تھا کہ آپ کے لیکچر کے دوران آپ کی ملاقات ڈاکٹر عشرت حسین عثمان صاحب سے ہوئی تھی۔ آپ کو اس بات پر بھی افسوس ہوا تھا کہ اتنا قابل شخص امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ کنٹرولر کے طور پر کام کر رہا ہے۔ حالانکہ ایسا شخص تو کسی یونیورسٹی کا وائس چانسلر ہونا چاہیئے تھا یا پھر انہیں پاکستان اٹامک انرجی کمیشن میں کسی اہم عہدہ پر کام کرنا چاہیے تھا۔

آصف: آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔

چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے صدر پاکستان سے ملاقات کر کے انہیں ایٹمی توانائی کمیشن کا ڈائریکٹر نامزد کرا دیا اور بعد میں آپ کی کوششوں سے وہ ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین مقرر ہو گئے۔

Dr. Ishrat Hussain Usmani (far right) along with other scientists

پروفیسر عبد السلام صاحب اور ڈاکٹر عشرت حسین عثمانی صاحب نے تقریباً پانچ سو سائنس دانوں کو بیرون ملک میں داخلے دلوائے اور یوں ایک بہت بڑی تعداد میں اعلیٰ تعلیم یافتہ سائنسدان پاکستان کو میسر آ گئے۔

دوست: کیا میرا اندازہ صحیح ہے کہ ان میں سے پھر بہت سارے سائنس دانوں نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر عمل کرتے ہوئے بالآخر پاکستان کو ایٹمی طاقت بنا دیا۔

آصف: یقیناً آپ کا کہا بالکل صحیح ہے۔ ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب جو بعد میں ایٹمی کمیشن کے چیئرمین بنے انہوں نے ایک مضمون بعنوان ”پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کیلئے پروفیسر سلام کی خدمات“ لکھا جس میں آپ نے فرمایا: ڈاکٹر عثمانی نے چیئرمین مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ انہوں نے تقریباً پانچ سو طبیعات دانوں، ریاضی دانوں، ہیلتھ سائنس دانوں اور بیالوجسٹوں کو بیرونِ ممالک بھجوانے کا پروگرام مرتب کیا۔ سلام صاحب نے ڈاکٹر عثمانی کی صرف معاونت ہی نہیں کی بلکہ پروگرام کو علمی جامعہ پہناتے ہوئے ان تمام سائنس دانوں اور انجینئروں کو امریکہ اور برطانیہ کی بہترین یونیورسٹیوں میں داخلے دلائے۔“

دوست: یہ ہے وطن سے محبت کا عملی ثبوت۔ وگرنہ منہ زبانی باتیں کرنے والے تو بہت سیاستدان ہیں جنہیں سوائے اپنا گھر بھرنے کے کسی کی فکر ہی نہیں۔

آصف: 1961ء کو ڈھاکہ میں تیرھویں آل پاکستان سائنس کانفرنس ہوئی۔ آپ نے وہاں پر ایک تاریخی خطاب بعنوان ”ٹیکنالوجی اور پاکستان پر غربت کا حملہ“ کیا۔

دوست: پروفیسر عبدالسلام صاحب کا تو پسندیدہ موضوع ”بنیادی ذرات“ ہے لیکن لگتا ہے کہ آپ کو پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی متعارف کروا کر غربت کے خلاف جنگ شروع کرنے کا منصوبہ پیش کرنے کی بھی خواہش تھی۔

آصف: جی ہاں! پروفیسر سلام صاحب کو یقین تھا کہ جب تک پاکستان سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی نہیں کرے گا ملک سے غربت کا خاتمہ نہیں ہو سکے گا۔ آپ نے فرمایا: ”ہم پاکستانی غریب قوم ہیں۔ نسلِ انسانی کی طرح غربت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں رہنے والے ہم سے 20 گنا زیادہ کماتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں زراعت اور صنعت میں ٹیکنالوجی کو استعمال کر کے خوشحالی پیدا ہوئی۔ برطانیہ پہلا ملک تھا جس نے ثابت کیا کہ اگر ہنرمندی اور سرمایہ موجود ہو تو غربت کی فصیلوں کو توڑا جا سکتا ہے۔“

دوست: کیسے اعلیٰ پیغامات ہیں۔ آپ نے اور کیا کہا؟

آصف: آپ نے امریکہ کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے سائنسی علوم کو قومی پیداوار کیلئے بھرپور استعمال کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہماری غربت کی وجہ سے صرف مادی ہی نہیں بلکہ روحانی مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ نے یہ حدیث بیان کی جس کا ترجمہ یہ ہے: ”مفلسی کفر کے مترادف ہے“

دوست: لگتا ہے کہ آپ نے غربت کے خاتمہ کی مہم کا آغاز کیا اور بڑی تفصیلی مسائل کے حل بھی بتائے۔ تو کیا اس وقت کے ارباب اقتدار نے آپ کی گزارشات پر غور کیا۔

آصف: یقیناً لیکن اس کی تفصیل اگلی ملاقات میں۔